جلد ۱۲ نمبر ۱۷
مضامین عنبر سحر
۶ مئی سنہ ۱۹۲۹ء
۱۰/۵

عید اضحی

سوم اے عید ایسی کچھ پہلے بابیں ارماں ہو
کردہ کھائی ہوئی کیسری برنقب برماں ہو
حکیم اپنی تمناؤں کی بھیریں ذبح ہوئی ہیں
قصائی کی چھری ہے یا ہلال عید قرباں ہو

تمنائیں بدلیں آسماں سے دامن ارماں ہو
گلے ملنے نہ پائے ہم کسی غارت گر جاں سے
کوئی کیسی حکیم اور انہما ماہیش حسرت کیا
ہوئے ہم ذبح خنجر ہلال عید قرباں سے

کر وہ خوش ہیں دامن عید اضحی کو
چلا دیں ساتھ قصائی بنا کر
کہ حسرت کو جھٹکا کر گلے سے میں
خنجر بالا ہجر سے اپنے کھینچا کر

شرح یہ مم شعر سے قصہ طولانی کی
عید اضحی تھی اور رسم مسلمانی کی
مختصر یہ کہ گلے جب نہ ملا وہ قاتل
بنے ارمان دل زار کی قربانی کی

درس نظم حکیم ابو المیث محمد مسیح ارادت اللہ انصاری
دکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

الہ آباد یونیورسٹی اردو ایسوسی ایشن

سید زوار عباس صاحب نے اردو ایسوسی ایشن الہ آباد یونیورسٹی کی مختصر سالانہ رپورٹ برائے تبصرہ بھیجی ہے۔ اس رپورٹ کے ساتھ چند اچھے مضمون بھی تھے مگر یہ پوچھئے تو ایسوسی ایشن کی خدمات اس قابل میں وجود ہی سے وجود خارجی نہیں نہیں ہے معلوم نہیں ہو کہ انجمن مذکورہ سنہ ۲۹-۱۹۲۸ء میں کیا کرتی رہی۔ انجمن مذکور کی تمام کارروائی بجز تحقیقی مضامین کی زبانی ہے مختصر سی رپورٹ سے بعض رپورٹ کے ساتھ شائع ہو گئے اور بعض کم گنجائش کی بدولت خود انجمن میں محفوظ کے تبصرہ رکھے ہیں۔

اس رپورٹ میں چار مضمون ہیں۔ پہلا مضمون بعنوان "تو یہ زندگی کا جواب" اعجاز حسین صاحب متعلم ایم اے نے لکھا ہے: "تو یہ زندگی" کے عنوان سے شاید جعفر صاحب گرنزدی نے فرضیہ میر کوئی مضمون رسالہ ترکیب سہیل میں لکھا تھا۔

"جس کی مضمون نویسی کی شکایت بہترین کی خدانخواستہ محتاج نہیں۔ چند مرثیہ پیدا کر دے اور جو کچھ بھی میں آئے لکھ مارو: داہ واہ کے ٹمپرٹوں میں غلط نگاری کی اسے ہائے ہنس کے منتشر ہو جاتی ہے۔ ماحی (محو کرنے والا مٹانے والا) کا الف ارنڈی کی جڑ کی طرح۔ لے زہے قوم کے صدقے لے تری تحقیق کے نثار دو۔ کتنے دماغوں کی نظمی آدمی سے گرا اور ماحی صاحب محی (زندہ کرنے والا) ہو گئے۔ جعفر صاحب کی تو یہ زندگی ہماری نظر سے نہیں گزری۔ فاضل مجیب نے ان کے بعض حوالے نقل کئے ہیں اور انہیں اقوال کی صحت تسلیم کرنے کے بعد کچھ اس بحث پر ہم بھی لکھنا چاہتے ہیں۔

مسٹر اعجاز نے جعفر صاحب گرنزدی کو اعلا قابلیت ادیب کا لقب عنایت کیا ہے۔ یہ ان کی مروت ہے ہم اس مروت میں کیوں خلل ڈالیں۔ جعفر صاحب بقول مسٹر اعجاز مرثیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ

"ایام جاہلیت میں گرمیہ عربوں کے رنگ۔ گریہ تاری بھی ہوتی تھی مدوحات بعد بزمی مرثیہ قصائد سرائی ہوا کرتے تھے مگر ظہور اسلام کے بعد ان کا یہ مذاق بھی رفتہ رفتہ منسوخ ہو گیا اس لئے کہ اسلام رہتا ہے ایک عمل ہوا ہے ایسے تمام ناکارہ مشاغل کو جو اکثر ترک عمل کئے ہیں "برباد کن" ثابت ہو سکتے ہیں جب جب کے عمل جنگ مدنی میں گم کر دیا!"

اس تمہید کے بعد شیپ کی بہت یوں سناتے ہیں کہ:

"بہر صورت واقعہ کربلا ہوا اس زمانہ میں مرثیہ لکھے گئے اسکی وجہ بھی ہے کہ عربوں میں مرثیہ گوئی کا مذاق کم ہو گیا تھا۔"

تمہید اور مطلب کا خلاصہ یہ ہوا کہ اسلام کے دور کے ساتھ ہی لوگوں نے مرثیہ دیگر بداخلاقیوں کی طرح مرثیہ سے بھی ہاتھ اٹھا لیا جس کا ظہور کربلا کے بعد ہوا اور سنگدلی کا مرتبہ رہا جنگ و جدل اور نفسانی سے انسانی ہیں ان میں سے ایک خاصہ اسلام کے آتے ہی نوحہ ہو گیا۔ اور وہ صرف کربلا سے خود قائم رہا۔

سبحان اللہ! واقعی جناب تو یہ زندگی صاحب بہت دور کی کوڑی لائے۔ عربوں کے خواص کا جناب کو جتنا علم ہے شاید خود عربوں کو بھی نہ ہو گا اسلئے کہ آج تک کوئی میت کسی قبیلہ کی ایسی نظر سے نہیں گزری جس پر زندہ کرنے والیاں مرثیہ نہ کہتی ہوں۔ کسی مشہور مسلمان عربی شاعر کا دیوان ایسا نہیں جس میں قصائد کے ساتھ ہی کسی نہ کسی ممدوح کا مرثیہ نہ ہو۔ حضرت حمزہ سید الشہدا کی لاش پر گریہ کرنے کے لئے پیغمبر عربی نے جو نوحہ کرنے والیاں بلائی تھیں وہ کتنے تیس چالیس منظوم مرثیوں کی کتابوں میں موجود ہیں کیا "سرتا پا عمل" اسلام کے قرن اور سوقت عمل سے کنارہ کش ہو گئے تھے! اور جب عمل مرثیہ خوانی اور سوقت تو ابھی عمل کئے نہ "برباد کن" ثابت ہوا تھا! رسول اللہ کے سامنے تو ابھی عمل جل تھے اور ان کے بعد جاتے ہی بند ہو گئے!

"برباد کن" بھی کیا خوب (برباد دادن) فارسی محاورہ ہے "برباد نہادن" "برباد زدن" بھی خلل حال نظر آتا ہے۔ "برباد کن" کی ترکیب لائق ادیب صاحب کی فارسیت کی عمدہ دلیل ہے۔

اگر ہمارے گرنزدی صاحب عربی شعر کے تاریخ انکار سے واقف ہیں تو انھوں نے خواہ مخواہ تجاہل کیا ہے اور علم تحقیق میں تجاہل ایک جرم عظیم ہے۔ بصورت دیگر کسی آدمی کو جاہل ہونے کے باوجود اس پر مضمون لکھنا چہ معنی دارد!

واقعہ یہ ہے کہ سلاطین بنی امیہ کے زمانے میں اہل بیت کی محبت میں لینا سرکاری جرم تھا اور یہ سلاطین سمجھتے تھے کہ اس نام کی شہرت سے زوال کے تخت کی جڑیں ہل جائیں گی۔ شاہیر شعرا نے مرثیہ کے گر چھپا ڈالے۔ تعالی کی کتابوں میں اکثر مرثیے موجود ہیں۔

مرثیہ گوئی کا رواج آج بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ آغاز اسلام میں یا زمانہ جاہلیت میں تھا۔ اسلام نے اس کی مانعت نہیں کی۔ مرثیہ میں میت کے قابل ذکر و فخر اوصاف

نظم کئے جاتے ہیں۔ سلاطین کے اعلیٰ اوصاف کا تذکرہ
... دستور العمل ہوتا ہے اعلیٰ اوصاف ...
انہوں کسی محبوب ... غنچے کے مرجھانے سے دل پر جوش
پڑتا ہے جنھیں نظم پر سلیقہ نہیں وہ دل کی بھڑاس
نثر میں نکالتے ہیں جن کی طبیعت ذوق شاعری رکھتی
ہے وہ نظم کے چھینٹوں سے آگ بجھاتے ہیں پس جب تک
دنیا کا دل محبت سے خالی نہ ہو جائے اس وقت تک مرثیہ گوئی
ختم نہیں ہو سکتی۔ مولوی شبلی صاحب کا یہ قول بھی
درست نہیں ہے کہ صحیح میں ... علیہ السلام سے صاحب
سلامت ہوتی تھی اور مرثیہ گوئی
کا مسئلہ نہیں تھا اسلئے مرثیہ
گوئی کو زوال ہوا۔ مرثیہ گوئی پر
قابل اخلاف ... انعام دیئے
ہیں تاریخ ایسے واقعات سے
بھری پڑی ہے۔
ہمیں مسٹر اعجاز سے اسلئے
بھی کلی اتفاق ہے کہ جناب
گورنر ... نے ... زندگی
لکھ کے تضیع اوقات کے سوا
کوئی فائدہ فن مرثیہ گوئی کو
نہیں پہنچایا۔ مسٹر اعجاز نے
تہذیب و نقصان کے ساتھ
لذت زندگی پر تبصرہ کیا ہے۔
مضمون طویل ہے اور ... سیت
کے سایہ سے بچ نہیں سکتا
اور ... کسی مذہب کا پرچہ نہیں اسلئے ہم گریہ بات
سے قطع کرتے ہیں۔ دوسرا مضمون بعنوان "غالب"
فضل کریم صاحب ... نے لکھا ہے ... حضرت
غالب کے وہ اردو اشعار ہیں جو ہر ایک پسند کرتا ہے۔
مضمون نگار ... استعداد ذاتی اپنے
مضمون میں ان اشعار کی داد دیتے ہیں۔ مرحوم زندہ
ہوتے تو اس ... کی قدر کرتے۔
... مضمون ... والے ... تلسی داس اور
... مضمون بھی سمجھئے
... حضرت ... مضمون میں ...

کے ماتحت تلسی داس اور ان کی ... لکھنے کے تباہ ...
ہو کا ہندسہ بنا دیا ہے۔ ہم سمجھے کہ یہ دو مضمون ہیں ایک
تلسی داس کے مخصوص کلام سے متعلق ہے اور دوسرا
عام شاعری سے ... غلطی ہوئی۔ اس مضمون
کے مصنف نرائن پرشاد صاحب ... متعلم بی اے
ہیں۔ انھوں نے بھی نہایت محنت ... یہ مضمون
لکھا ہے مگر انھیں لازم تھا کہ اردو کے پرچہ ... ہیں
بھی ہندی ... لکھ دیتے اب ہندی نہ جاننے والے
حضرات اس تبصرے سے لطف اٹھا سکتے ہیں جو ان

چندے سیر کروں کہ یہ انڈے گندے ہو جائیں

"اودھ والے ... ایک جان ... بیچارا سیر گرمی؟"



روپوں کے ذیل میں مضمون لکھ دیتے گیا ہے۔
مجموعی حیثیت سے رپورٹ کے مضامین ضرور
قابل قدر ہیں ان طلباء کی ہمت بڑھانی چاہیئے
جنھوں نے اپنی مصروفیت کے باوجود محنت کے
واسطے وقت نکالا۔ کہیں کہیں محاورات غلط
استعمال ہوئے ہیں تو وہ چنداں قابل گرفت نہیں
مگر ... لکھنؤ میں بھی ایک یونیورسٹی ہو گئی ... کے
... سے مستثنیٰ ہو جاتے ...
... آئیگا۔
... ادیب الادب

نئے نئے جبرائیل

ٹوڈی اور آیت بازی

شاعر ابو نواس کے متعلق ایک حکایت پرانی کتابوں
میں لکھی ہوئی ہے کہ اس کا گزر مکتب کی طرف ہوا تو وہاں اسکو
ایک خوبصورت لڑکا نظر آیا۔
میاں ابو نواس جرم خلاف فطرت کے عادی مجرم
اور ماہر کامل تسلیم کیے جاتے تھے دیکھتے ہی حضرت
نے مشہور آیت "تبارک اللہ" پڑھی۔
صاحبزادے بھی ان سے کچھ کم نہ تھے
فوراً کہا "قلیل العاملون" (ایسا
کرنے والے ... کم ہیں) اب آیت
بازی شروع ہوئی۔ (ہم آیات کے
ترجمہ پر کفایت کرتے ہیں)
ابو نواس: "ہم جانتے ہیں کہ ...
... دعا ..."
طفل: ...
جب ...
ابو نواس ...
درمیان ایک وعدہ گاہ مقرر کرو
جس کی مخالفت نہ ہم کریں اور
نہ تم"
طفل: "وعدہ تمہارا زینت کے
دن ہے"
میاں ابو نواس نے جمعہ کا انتظار کیا
اور عید کے دن ثواب کمانے پہونچے۔ صاحبزادے
لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ابو نواس نے وہ آیت
پڑھی جس میں زمانے عہد کی تاکید ہے لڑکا اپنا کھیل
چھوڑ کے انکے ساتھ ہو لیا۔ وہ ایک گوشے میں لے
ابو نواس نے کاندھے میں ... ہوئی ایک اشرفی دی
لڑکے نے خیال کیا کہ شاید یہ ... دیکھنے لگا۔
"ان لوگوں نے خدا کی پوری قدر نہ کی" (آیت)
ابو نواس: "وہ زر نکالتے ہیں ... کو دکھا کر
اور دیکھنے والوں کو بھلا لگتا ہے" لڑکا سمجھ گیا کہ
... ہیں اشرفی ہے۔ ابو نواس نے پھر آیت پڑھی

وہ لوگ جو خدا کو اور شرک کے منبعے اور گروہیں سے لگے باہر کو کرتے ہیں۔ وہ لوگ سے آ کر وہ ہو کے جواب میں آیت پڑھی: اس میں سوا ہو خدا کا بنانے کے ابو نواس اپنے کلام میں مشغول ہوا مگر صاحبزادہ کو جواب دیا ہوئی نونہال سے فرمایا: بادشاہوں کا دستور ہے کہ جس گاؤں میں داخل ہوتے ہیں اوسے خراب کر دیتے ہیں۔

اتفاقاً اسی گوشے کے قریب ایک بڑے میاں بھی بیٹھے ان دونوں کی آیت بازی سن رہے تھے آپ جانتے شب جب مشہور ہے ایک آیت انہیں بھی بروقت یاد آگئی: کھاؤ اور غیروں کو کھلاؤ۔ آیت کا جواب ابو نواس نے تو نہیں دیا۔ مگر بڑی اونٹ پھر بھی مزے کا ورد کرنے لگا: خدا کسی پر اوس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

آپ کہینگے کہ حکایت فحش ہے۔ نہیں جناب فحش نہیں ہے ایسی بہت سی حکایتیں عبرت کے لیے اہل عرب کی کتابوں میں جمع کی ہیں۔ اس تمہید و لطیفہ سے میرا مقصود اس جانب بھی اشارہ کرنا ہے کہ ایک جنس وہ جو مسلمان اپنے نفس و جود کو قرآنی آیات سے آراستہ کرکے مقدس بناتا ہو۔

"نوذی" دہلی کے سر ورق پر جب ہمنے ایک مشہور قرآنی آیت دیکھی تو ہمیں یہ حکایت یاد آگئی۔ یہ وہ چند مخصوص اشخاص کی عبارت میں بھلا گیا ہو جو سب سب مسلمان اور ایک ہی قبلہ کی طرف سجدہ کرنے والے ہیں۔

"نوذی" باسلطنت اہل پنجاب آجکل دنیا بازی کی کہتے ہیں جو نہرو رپورٹ کے مخالف ہیں اس پرچے کا نام تو ہے "نوذی" مگر وہ خود ہے "ڈوڈیوں" کا مخالف۔

"نوذی" کی بنیاد انقلاب لاہور اور سیاست لاہور کی مخالفت پر مبنی ہے۔ یہ دونوں مشہور پرچے مسلمانوں کے اہتمام سے نکلتے ہیں۔ زمیندار سے اور ان دونوں سے آجکل خوب چل رہی ہے بظاہر "نوذی" زمیندار کا حمایتی ہے۔ نوذی اور زمیندار بھی مسلمانوں کے اہتمام سے نکلتے ہیں۔ بھلا مسلمانوں میں جو یہ چلے وہ قرآنی آیات کی آواز نہ بلند ہو یہ کب ممکن ہے۔

ہمیں اس کا علم نہیں کہ ان سورتوں میں ابو نواس کون ہے اور طفل نوخیز کون مگر اس قدر کہ دونوں کی غرض ہے تبلیغ۔ نوذی اس شناخت کو آیات کی آڑ میں چھپاتا اور دعوے کرتا ہو ۔۔

حق کی تلوار کو کھینچے ہوئے اسلام کی
خیل داخل کیے ہوئے تو کہ پہنا کی

کئی اہل قلم صحیح بھی اوسکے ساتھ ہیں اور کلوا منها واطعموا البائس الفقير کی تلاوت میں مشغول۔ نہرو رپورٹ کی مخالفت اور تائید تمام جرائد نے کی مگر جو اسلامی شان روزنامہ انقلاب پنجاب کے مسلمان پرچے ظاہر کر رہے ہیں اوسکی ہوا بھی دوسروں کو نہیں لگی نہیں ہم زمیندار انقلاب سے عناد ہے نہ سیاست یا نوذی سے تعلق و داد لیکن ابو نواسی تقدس پسند نہیں۔

یہ پرچہ لاہور سے شائع ہوتا ہے للعہ سالانہ قیمت بھیجکر شریک فی القدس ہو جائیے۔

جنت کی طرف بازگشت

ابی مولانا پنچ۔ آپ تو حافظ قرآن ہیں آپ سے کون سی بات پوشیدہ ہوگی آدم کا افسانہ تو لوح حافظہ پر محفوظ ہوگا۔ یعنی حضرت آدم و سیدہ حوا کی رہنے کی جگہ (فردوس بریں) تین بلاؤں میں پھنسے ہوگئے خاکر؟ اعلیٰ علیین سے بروئے زمین تشریف لانا پڑا۔ ایک ترایاہٹ، دوسرے شیطان کا مکر، تیسرے دانۂ گندم۔ ترایاہٹ کا استیصال عنقریب ہو جائیگا اس معنی کہ "ترا آئی زنانہ" ال ہے، مزا ہونے کی جانب۔ خدا سلامت رکھے ڈاکٹروں کو اونہوں نے مونث کو مذکر بنانے کی تدبیر معلوم کر لی ہے۔ مونث غدود کی جگہ مذکر غدود رکھ دیتے ہیں چند روز میں خانم صاحب خاں اور لیڈی صاحب لیڈا ہو جاتی ہیں دیکھ لیجیے گا چند روز میں گھوڑم گھاڑ کے لیے ایک "ترا" روئے زمین پر نہ ملے گی۔ پس جب "ترا" نہیں تو "ہٹ" کہاں۔ علی ہذا القیاس شیطان کی ساری شرارت شیطنت کا اکثر حصہ تھیں "ترا" ترا ہو گئی۔ اب ہی نوذ ناقص رہ گئی میاں شیطان کی سکنات ہی رہ جینے ز گروہ شقت ہر اوجود پوشیدہ ہو تمام دنیا میں اونکی ضرورت ملا ہو میاں کا نثانات ہیں یک ونرتا کو رس لمن الملک الیوم بجا یکا مگر جب نسل رہتا نسل کا ڈنکا ہی نہ رہیگا تو ڈنڈے بجیں کہاں رہیں گے اور ڈنڈے بجے نہ رہے تو پھر دولت کی ضرورت کیسے ہوگی اور دولت کی طرف توجہ ہوئی ان بچوں کے لیے میراث چھوڑنے کی حاجت نہ رہی تو پھر جنگ و جدال کی آگ کیونکر بھڑکے گی۔

الغرض میاں شیطان کا طلسم ٹوٹا دھڑام ہو کے رہیگا۔ اب رہ گئے "دانۂ گندم" صاحب تو ان کا یہ حال ہو کہ قحط و خشک سالی کی بدولت بہرشتے غائب ہو جانے کی دھمکی دیتے ہیں۔ بجائے اوسکے مصنوعی غذا کی ایجاد میں مصروف ہیں کوئی کیسے گیہوں کا آٹا ہو کوئی گھانس کھانے کی فکر میں ہے کوئی خاک کی ٹکیاں پکا رہا ہے کہ رزاق مطلق کی محتاجی کم از کم پیٹ کے دھندے میں باقی نہ رہے خاک ہی سے پیدا ہوئے خاک ہی پھانک کے عمر بسر کر لی جائے۔ خاک کا قحط ہو نہیں سکتا۔

اب سوال یہ ہے کہ جب بنی آدم کے یہ تینوں دشمن چل بسے تو پھر کیوں نہ ہم بارگاہ رب العزت میں اپنے مسکن قدیم کی واپسی کا استغاثہ دائر کر دیں اور کہیں کہ یا رکھا ہم تو اپنا دانا مراد ہے سے توبہ کھرے ہو لیا میں گیہوں اب ہم نہیں کھاتے عورت کوئی ہم میں ہے نہیں، شیطان کا قابو اور دعویٰ ہم پر چلتا نہیں۔

ملا ئے اب ہمیں جنت کے وسیع باغ میں اور دھرو سے ہمارے دلوں سے شکوہ و شکایت کا دن گئے

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود
آدم آورد درین دیر خراب آبادم

راقم: فدا سطر

مولانا پنچ کا پوسٹ بیگ

سکھ ہو گیا

ابی مولانا۔ سنا آپنے! روس کا [illegible] کی وجہ سے [illegible] تو روز سے مسلمان ہو گئے۔

اب معلوم نہیں کہ خبر دشمنوں نے ذلیل کرنے اور اہل وطن سے گالیاں کھلوانے کے لیے گرمی ہے یا حقیقۃً بدخرابی عبرو بھائی تراشکی صاحب سکھ و شیخ تراشکی ہو گئے۔ اگر وہ درحقیقت سکھ ہو گئے ہیں تو انھوں نے خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے اپنی دنیا بگاڑ لی اور اسے ہم دنیا والے جو ہمیشہ دیکھ بھال کے عام مذہب بوقت ضرورت اختیار کرتے ہیں خبط دماغ خیال کرینگے۔ کیوں بھائی تراشکی اسلام میں کون سی خوبی تمھیں نظر آئی جو تم یوں بے تحاشا کلمہ پڑھ کے سکھ ہو گئے؟ آج دنیا میں تفرقہ اور خونریز تفرقہ بجز مسلمانوں ہیں۔ تجارت زراعت صنعت حرفت میں خسارہ ہے تو مسلمانوں کو۔ اپنا ملک اور اپنا ملک دوسروں کے حوالہ کرنا اور خود نانے کرنے کا مرض ہے تو انھیں۔ اپاہج ہیں تو یہ۔ بھیک منگے ہیں تو یہ۔ دشمن خواہی و دشمن سازی کی بیماری ہے تو انھیں کو ہے۔ تمھارے سکھ ہو جانے سے ہمیں تو ڈر لگتا ہے کیا معنی کہ مسلمان ہونے کے بعد تم سے بڑا کوئی لیڈر نظر نہ آئیگا۔ لیڈر ہونے کے بعد پیٹ پالنے کی تدبیر کھلی ہوئی اور آزمائی ہوئی تدبیر چندہ بازی ہے چندہ بازی کا ظاہری اور یقینی مجرب نتیجہ ہے ولایت کی سیر زندہ اور مردہ ننگی تصویروں کی زیارت۔

جہاں تک تمھاری تصویر دیکھنے سے ہماری قیافہ شناسی کو پتا لگا وہ تو یہی ہے کہ تم ہو ابھی جوان خدانخواستہ مردہ دل یا ارادے کے ڈھلے ڈھیلے پلپلے نہیں ہو۔ ایک چھوڑ چار بیاہ کروگے جوڑوں میں رہوگے بچے بکاؤگے اور اس اسلامی آبادی کا تمام خرچ اسلام آباد کے سر جائز ہوگا جو برادوہ کے ایک امیر کبیر "متعہ کی آزادی پر لہلوٹ ہو کے سنی سے شیعی ہو گئے۔ کہاں صاحب تھے تو مسلمانوں کے نسبی سیادت کا ذریعہ نہ تھا۔ اسی لیے "تشیع شوق" کے ساتھ ہی سیادت شیعی کا دعویٰ بھی کر بیٹھے۔ ان کے تشیع سے مقصد کوئی نادرہ شیعی فرقے کو نہیں ہوا بجائے ان کی سیادت کے کہ قرآنی تہمت سید ہونا حاصل کر سکی خیر یہ تو ہیں گھر کے ... ہیں چندہ لیتے ہیں نہ غیر کسی مطلب کے کسی کو دیتے ہیں۔ نقل میں

جن میں بچی ہیں مجرائنیں بھی ہیں کنچنیاں بھی ہیں ڈومنیاں بھی ہیں۔ رنڈیاں بھی ہیں بے رشتہ بچے اطفال بھی ہیں اور بچی ہوئی ریاست کی آمدنی اسی عضو شریف پر تصدق زادیتے ہیں تو سے اپنی شیعیت کی اپیل نہیں کرتے مگر تم جو گھر لے نکلے ہو سکھ تمھاری مزیداریوں کا خرچ غریب قوم مفلس قوم ادبار زدہ قوم تفرقہ پسند قوم جاہل قوم قابو پرست قوم کے سوا اور کس کو غرض پڑی ہے جو اٹھائے گا۔

بے تالا گویا سوزخوانی کرتا ہے سوز کو تال کی ضرورت نہیں وہ سر کا لشڑوا ... کے تان کی چرخی اور سوتک گھماتا رہتا ہے جب تک دور ختم نہ ہو دور کا خاتمہ اپنے اختیار میں ہو نہ ختم ہو تو جب جی چاہے بیتے پہ توڑ دو بس "آ"۔

مفلس اور فرسودہ قوم کی سی اور تیل بیچتی ہے ایمان لگاتی ہے تینوں میں لگانے کی چیزیں ایک منہ کالا دوسرے سے چکن بنی اور چپلن کی یاد تیسری چیز ہے کہ یہ قدرے کا دینے کی کوشش مقصود ہے گروہ آتا شبین میانجی گری اور میر فنکاری کرتا ہے تاکہ دوسرے تماشبینوں کو اس کی بدولت وہ لطف حاصل ہو جائے جو انہی ہوس کے جلتوں خود نہ پاسکا۔

گروہ صوفی سیانا بن بیٹھتا ہے۔ سکھ ہونے کے بعد خانساماں تم بھی ان کا گرو لا اور دو چار سوسے کر میں رکھ کے پکار دوگے "کملی سیانے لیو کملی" کہیں سراغ دیکھا اور پیوند لگانے بیٹھ گئے۔ یہاں اسلامی کملی اب پیوند پانے کی حد سے کہیں پار ہو چکی ہے عربی اخباری کا غذ تو گھانس کھا گئے ہیں جو اس افواہی خبر پہ بغلیں بجاتے ہیں کہ تم سکھ ہو گئے۔ یار سکھ پٹھانوں کی ... مشہور ہے تمھارے نام کی ابتدا میں بھی ... سے ہم چلا دیں ... بغل میں دابا۔ سمجھے؟

راقم

ز راہ بر ز رسیبیت ... گنبد سپہر
از سوئے کینہ کینہ ... سوئے مہر

بنیچ۔ نخ۔ بہ گائی۔

تین ہفتے کی مسلسل غیرحاضری

اور احباب کا اضطراب

(اقتباس از خطوط)

نمبر (۱) واہ کیا فراغت ہو۔ خوب! چراغ تلے اندھیرا۔ دوسروں کی بے ایمانی کی ہجو۔ اور اپنا حال یہ کہ قیمت مار رکھی ابھی دو مہینے ہوئے کہ منی آرڈر بھیجا مگر اودھ پنچ صاحب فرار ہیں۔

نمبر (۲) افسوس صد افسوس آپ برابر خریداروں کو تنگ کرتے ہیں اور انتظام درست نہیں کرتے۔ انھیں افعال کی وجہ سے اخبار والے بدنام ہیں۔

نمبر (۳) یاد رہے کہ بندہ پولیس کا آدمی ہے شہیدمردوں کا ملیدہ کھانا آسان نہیں۔ دو روپیہ (سہ ماہی قیمت) تو آپ نے ہضم فرمائے مگر جو دو کے چار نہ اگلوائیں تو ہم پولیس میں کاہے کے۔

نمبر (۴) تین ورق کا پرچہ نکالا بنچ معہ سالانہ قیمت آگئی یہ سب کچھ ہم نے منظور کیا۔ کاش پرچہ تو ملتا۔ کیوں حضرت کسی ... کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کیا اس کے سر پہ سینگ ہوتے ہیں۔

نمبر (۵) ایسی بھی کیا بے ایمانی۔ اپنے کو بہت دکھ کر آپ صاحب روپیہ ... پرچہ نہ بھیجے بڑا کفر کا بات کیا۔

نمبر (۶) اجی ہم باز آئے آپ روپیہ بھی لیجیے۔ پرچہ بھی سینت رکھیے عجب معقول انتظام ہے۔ اب زحمت نہ فرمائیے گا۔ ہر ہفتہ ایک پوسٹ کارڈ کا خون ہوتا ہے۔ پانچ روپے کی کوئی بڑی بات نہیں احتیاط ہیر دل کا صدقہ ہیں۔ ......

یہ تمغے ہیں جو بیماری کے طفیل میں ہمدردوں قدردانوں سے ملے ہیں گویا کائنات غریب ایڈیٹر کے اختیار میں ہے خود وہ ایک لازوال وجود ہے اور اس کا اشان حادث پروف ہے حضرات بے صبری نہ کیجیے بھاگی نہ جائیگی جب مہینہ بھر پرچہ نکالنے کی توفیق نہ ہو (ایڈیٹر)



من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم

سرہٹلر۔ " تاج حماقت بسر را جابس است + یہ تاج ! میں اچھا رہا "

سرلزلی۔ " دست تہی حاصل دنیا بس است + بیکار ! میں بھی اچھا رہا "


مگر نسیم تنت صبح بر چمن بگذشت
کہ گل ز بوے تو بر تن چو صبح جامہ درید
بیشک ہر محبوب مشروب اپنے جسم کو ایسا ہی معطر رکھتا
اصغر علی محمد علی تاجران عطر
چوک لکھنؤ سے عطر طلب کرے

مولانا بیخ کی نوٹ بک

"اندیشۂ تازہ"

ہر کس بفکر خویشتن و ہم بفکر خود اش

کیا جانے فکر کیا کیجئے دماغ بنا ہو۔ سوتے جاگتے فکر سے نجات نہیں۔ فکر بقدر علم و عقل ہوتی ہے۔ ایک بھی فکر کے وزن میں ان باتوں کی فہم کسی طرح آئی کر سکیں ہو گی کون چیز ہے جو کاڑی جاتی ہے تو اسکی شی کہاں جاتی ہے اونٹ کی پیٹ میں بیٹھنا بلکہ کون بنا تا ہے۔ ۳۰ سال بغیر تخواہی کے کس طرح تھا پہلے۔ اسیطرح ایک سادہ نامہ نگار بیگم پنجاب سے بذریعہ تحریر مستفسر ہیں "حضرت یہ تو ممکن ہے کہ مسٹر بارکر مروانے جیسے ہیں رہ کے اپنا بھید کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر جب مسٹر بارکر و کیسلی سے موسل ہے اور انھوں نے ایک عورت سے شادی کی تو اس بے سونڈ کے ہاتھی سے بی بی کس طرح سنبھلی سالہا سال تک بہ خرابی کی حالت میں بی بی کیا کرتی رہیں؟ اور دیکھ بھال سے بیوا نہیں"

بی واقعی یہ بات عجیب ہے۔ مگر نامہ نگار بیگم شاید اس امر سے واقف نہیں کہ کوئین انسانی میں دنیا کے تمام جانوروں کا تھوڑا تھوڑا وجود شامل ہو جو اپنے جبلی رنگ منقسم نہیں کیا عجب ہے کہ ان حضرت کا وجود نسبت دو چار فیکو بے بس اور بعض حضرات الارض سے مل گیا ہو اور نانہال دادیہال افراد خاندان میں "بی کھاری" بھی شامل ہوں۔ کھاری ہم سبز کے برابر سیاہ رنگ کا ایک بد وضع کیڑا ہو کرپل سے با ایک صورت و شکل بینی سے مشابہ جسکی گرنالی ترم اور کھوپڑی بھاری ہوتی ہے یہ آفتاب سے نہایت مدہ کی بیں دارینی مٹی اور دیواروں میں اپنے لیے ایک گھر بناتی ہے پھر اس گھر کے نزانے میں کہیں سے نخا سا کیڑا لا کے رکھتی اور اندہ خانہ کا منہ بند کر دیتی ہو۔ یہ کیڑا زندہ درگور ہو جاتا ہے اور کھاری اسکی قبر کی مجاور ہو کے اپنی زبان میں جو ملی مکا ورد شروع کر دیتی ہو تصور صادق کا نتیجہ ہوتا ہے کہ چند روز کے بعد بیچ کی قبر کے کھلا اور کھاری بن کر آتی ہیں۔ اس طرح کی بقا یونہی مقدر ہو

بہت ممکن ہے کہ مسٹر بارکر کی بی بی نے عشق اندر کے تصور سے بچے کی نمو کیا ہو۔

غیر حاضری کی مزے دار وجوہ

"اجی منیجر صاحب مضمون کاتب دیکھے والے کبھی"

"جی ہاں لائیے۔ مگر وہ تو بخار میں پڑے ہوئے ہیں۔ آج نہیں آئے۔ دوسرے شخص کی فکر میں جاتا ہوں"

منیجر صاحب یوں غائب ہوئے جیسے یونیورسٹی کے اشعار سے اکثر معانی غائب ہو جاتے ہیں۔

"ارے بھئی خبر تو لاؤ منیجر صاحب کہاں ہیں؟"

"جی ابھی تو گھر پر گر رہے ہیں۔ وہ دوسرے کاتب کے یہاں مضمون دے آئے ہیں کاپی منگوا لیجئے"

"اچھا بھائی کاپی کی خبر لو تیار ہوئی یا نہیں؟"

"جی کسی دوسرے آدمی کو بھیجیئے میرا ڈرتی کا نپ رہا ہے"

دوسرے صاحب گئے تو مسودہ واپس لائے اور فرمانے لگے "جناب یہ مسودہ حاضر ہے۔ کاتب گھر سے نکلے تو سر سے پاؤں تک دھار کا جھنڈا بنے ہوئے پہلو میں چیلے گنڈے بندھے تھے۔ اب منہ سے نکل کے سنبھالتی زمین لڑکھڑا کے گر پڑی تھی"

"لا حول ولا قوۃ۔ بھئی لوگ یوں تو بخار ختم کر چکا تھا کہ یہ مضحکہ کیا ہے"

"جی ہاں حضور منصور صاحب بھی ایک ہفتہ کے بعد لیے رہیں کر گئے یہ تماک رائٹر پر ہاتھ پر بخار صاحب چھوٹ نہیں کی شاید مصلحت یہی ہو کہ گھر بھر میں ایک بیمار رہنا موجود رہنا چاہیے۔"

دو مہینے سے یہ بیان کیفیت مسلسل جاری ہے جو گفتگو اوپر لکھی گئی یہ بالکل مبالغہ کی بیماری سے پاک ہے۔ کاتب کا درد سر مجروں کا بخار مسلسل ہے مگر ایسی ہمیں بھی ضد ہے کہ سالانہ نمبروں میں کمی نہ ہونے دینگے چاہے تین ہفتے کے پرچے ایک ساتھ نکالنے پڑیں۔ آئندہ اختیار بدست آزمندۂ آزاد۔ چندہ وصولی برس ہوئے مگر یہ کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔ فقط

نیاز مند اڈیٹر

ہمارے دعوے کا ثبوت مجرم کہیں نہیں دیتا
دنیا اپنے اوبیات بدلتی جاتی ہو اس انقلاب کو بھیر دیا

سم بھی بھینٹ جاتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ عقل میں یہ انقلاب کا سایہ نہ پڑے۔ کیا معنی کہ عقل بھی تو بوجب تحریر مثال دماغ کے گنبد میں گھر کر لیے ہوئے تمام ثبوت اب بزرگوں کے گلے میں جو بیچ لگا دیگی۔ چنانچہ آج تک عقل کا مقتضی یہ تھا کہ مدعی ثبوت دعوے کا زیر بار اور مدعا علیہ بوجھ کا ذمہ دار ہو۔ مگر قریب ہی اہل شریعت سرکاری جو ملزم سے کہتے ہیں "منو بھائی ہم تمھارے خلاف ثبوت جرم میں عاجز رہے اگر تم اپنے جرم کا ثبوت فراہم کر دو تو ہم اس انعام میں تمھیں ہتھکڑیوں بیڑیوں کا خوبصورت زیور پہنا دیں"

سنتے ہیں کہ جنگ سنگھ مشہور ملزم سے خفیہ پولیس کے سپرنٹنڈنٹ نے ایک تحریر کی نقل کرانی چاہی تھی تاکہ خط کی شناخت درکار ہو گی۔ ملزم نے انکار کیا اور اس کا انکار درست ہی۔

اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم حکومت کو تہنیت حسن انتظام دیتے ہیں کہ اوسنے واقعی ایسے عمدہ افسر مقرر کیے جو نہایت آسانی کے ساتھ مجرم یا ملزم ہی سے بغیر کسی تنگ بیڑی یا ہتھکڑی کے اپنے دعوے کا ثبوت پوچھ پاچھ کے درست کر لیتے ہیں۔

متن و حاشیہ

ماتن: ڈاکٹر سبھو چندر نے جو صدارت خطبہ صدارت، یوتھ کانفرنس منعقدہ بر ہمن (آرہ)

شارح: انجمن علیہ فرم۔

ماتن: ہندوستانی باشندوں میں سے فیصدی ۹۰ عورتیں اور فیصدی ۹۰ جاہل ہیں۔

شارح: غلط اور بالکل غلط جس ملک پر انگریزوں کی سی مہذب اور صاحب علم قوم حکمران ہو وہ ہرگز اس حالت میں نہیں ہو سکتی ان کی ترکھم مدبرانہ نئی نئی باتوں کی ترقی۔ تماشا گاہوں کی رونق چائے اور سگریٹ کی کھپت موٹروں کی خریداری کا رجسٹر۔ خزانوں میں جانے دین کی تعداد دیکھو تو معلوم ہو جائیگا کہ نصف صدی پہلے کیا تھا اور اب کیا ہو۔ تمھاری عینک سے جو ہے "انتم پہنوگے" لکھنے کو ذہنی حیرت سے دیکھتی ہے۔ ایک میم صاحب کا کتا بالی کو لازم رکھا۔ وانے جانے کے [illegible] پیٹ کی مار کی گاٹے۔ ہو گئی دبی۔ میم صاحب کیسے۔

[illegible] دیکھنا ماتن: اسپرٹ کیا ہے؟ شارح: جب
"[illegible]" میں آتے ہی دونوں طرف نگاہ کرتے ہو خوش
ہو جاتے ہیں [illegible] پاؤں کو کھینچ کر اس
کر گئے۔ [illegible] صاحب آئیں بائیں طرف کی [illegible]
دیکھنے کے بعد بولیں: لڑکا بہت دبلا ہو۔
[illegible] کے کان پکڑ کے [illegible] کھینچا اور کہا۔
[illegible] ایک طرف (طرف) کھوب (خوب) [illegible]
ڈاکٹر [illegible] اس اسپرٹ [illegible]
دوسری طرف دیکھیں دائیں طرف نہ دیکھیں۔ یہ تو ہوا
[illegible] فیصدی غلطی کا جواب۔ اب عام جہالت کا
دعویٰ رہا تو اسکا یہ جواب ہو کہ ملک میں پڑھے لکھے
آدمیوں کی گنجائش نہیں پھر بھی [illegible]
[illegible] مارے پھرتے ہیں۔ آوارہ گردی ہی
قسمت میں لکھی ہے تو علم و جہل کا [illegible] ہے۔
کیوں کتاب کے مطالعے [illegible] کے [illegible]
[illegible] بڑھاؤ۔ فافہم و تدبر
ماتن: ہندوستانیوں کی زبان خوب چلتی ہو مگر ہاتھ
پاؤں بیکار ہیں اور دماغ [illegible] ہو گیا ہے جس سے
[illegible] والا انقلاب خیالات میں پیدا
نہیں ہو [illegible] قوم بھی ایشیائی قوم ہے [illegible]
[illegible] نہیں۔ وہ [illegible]
پروا نہیں۔
شارح: [illegible] ادل بدلے [illegible]
[illegible] نام [illegible] اس [illegible] نہیں
ہو سکتیں۔ [illegible] زبان [illegible] پاؤں
محنت مزدوری کے قابل ہونگے [illegible] دماغ تو وہ
[illegible] جنہوں نے سفر
کی [illegible] کرکے اپنا دماغ [illegible]
[illegible] دماغ [illegible]
[illegible] نام [illegible]
[illegible] یورپ کی [illegible]
[illegible]
[illegible] ہندوستانی
[illegible]
[illegible] ہندوستانیوں [illegible]

[illegible] کی [illegible] سے بلند ہو [illegible]
کی آرزو!
ماتن: بھائیو ٹرپلیو مند شن کرو۔ ٹرنو میل [illegible]
بناؤ، مضبوط سیاہی کا پیدا کرو۔
شارح: فاقہ کشی میں ڈنڈ پیلنے کا نتیجہ کیا ہوگا [illegible]
[illegible] گے۔ اور پولیس نے ڈنڈ پیلتے دیکھا تو خفیہ
رجسٹر میں نام لکھے گی۔
ماتن: سیاست ملکی [illegible]
میں بذریعہ مطالعہ کتب کوشش کرو۔
شارح: ایسا ہو سکتا ہے۔
ماتن: مزدوروں اور کسانوں میں اتحاد پیدا کرو۔
شارح: بہت اچھا بہت خاصہ۔ اس تاریخ کا
خواب کیا ہوا ہے۔
ماتن: اخباروں کا [illegible] کا مطالعہ کرتے رہو۔
شارح: [illegible] اخباروں کا [illegible]
[illegible] جاتے ہیں؟
ماتن: [illegible] لیگ کے لئے چندہ جمع کرو۔
شارح: بے شک یہ [illegible] بات ہے [illegible]
[illegible] بے نیاز رہو۔

ہفتہ وار وطن لاہور

حب الوطن من الایمان

ملک کا نہایت ہی قدیم و معروف ہفتہ وار اخبار
وطن۔ [illegible]
وطن۔ [illegible]
وطن۔ [illegible] اور [illegible] ہے۔
وطن [illegible] ہے۔
اے ملت اسلامیہ کے [illegible] فرزندو!
اے دین حق کے [illegible] !!
اے [illegible] اسلام !!!
[illegible] !!!
[illegible]
[illegible]
منیجر اخبار وطن لاہور

الفضل کا [illegible] خاتم النبیین نمبر

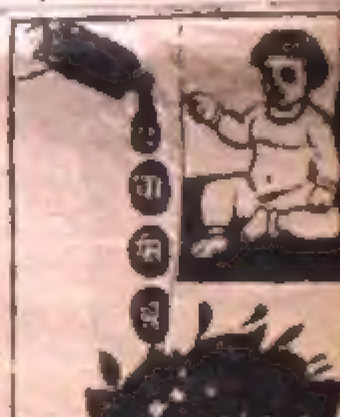
[illegible]

[illegible]

[illegible]
منیجر مسلمان [illegible]

نادر کتب

[illegible]
تاریخ احمدی [illegible]
[illegible]



غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا ایک گرہ لگا لی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا عکس لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی

مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لیکے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی ادا انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہندی کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ خود استاد تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ — المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ۔

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

مرتب ... شاعری کی لطافت و متانت سے ... [illegible]

قیمت فی جلد ۔/۲

... [illegible]

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) ... [illegible]

(۲) ... [illegible]

(۳) ... [illegible]

(۴) ... [illegible]

علاوہ خاص ... [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ